روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | جمعرات ۲۸ شوال ۱۴۱۰ھ، ۲۴ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۷

مشرقی یورپ کے ممالک سے رابطے کریں

"باقی دنیا میں بھی روسی اور دیگر مشرقی دنیا کے لوگ ہیں ان سے جو احمدی بھی اپنے رابطے قائم کر سکتا ہے اور بڑھا سکتا ہے اور پھر ذاتی تعلقات اور حسن و احسان کے ذریعے ان پر نیک اثر قائم کر سکتا ہے، اس کو ضرور کرنا چاہیئے۔ اور اس ضمن میں اگر لٹریچر چاہیئے تو دنیا کی ہر جماعت میں ایسا لٹریچر موجود ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء صـ۳ کالم ۱)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جو شخص اس عالم کے ہم و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اس کا کیا حال ہوگا؟ موت تو ایک بازی گاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں۔ ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے تیار نہ تھا۔ اگر تیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔ اس لئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اس وقت موت آجاوے تو کیا وہ تیار ہے یا نہیں؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا است بارے آں اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

ان کا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت تیار اور مستعد رہنا چاہیئے اور کسی وقت بھی اس تیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہیے ورنہ عذاب ہوگا"۔ (ملفوظات جلد ہشتم صـ۵۰)

"یہ بات اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر میسّر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی چھوڑ کر عالم آخرت کی تیاری میں لگا رہے۔ سُننے کو تو ہر ایک کان سُن سکتا ہے۔ کیونکہ سُننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔ انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے۔ اس مجلس کی باتوں سے متأثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اٹھتا ہے اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے لئے تھیں۔ ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعتہً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ہشتم صـ۵۱)

محترمہ اہلیہ صاحبہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد انتقال فرما گئیں

احباب کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت کی اہلیہ محترمہ سلیمہ اختر صاحبہ بنت مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد چک پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ ۲۲ مئی ۱۹۹۰ء کو دن کے ساڑھے دس بجے حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئیں۔ ان کی عمر ۵۴ سال تھی۔

موصوفہ کے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب واقفِ زندگی فضلِ عمر ہسپتال میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ۲۳ مئی کو صبح نمازِ فجر کے بعد بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امورِ عامہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد موصی ہونے کی وجہ سے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے موصوفہ کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

درد دعا بن جایا کرتا ہے اور وہی دعا ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز

"بارہا میں نے جماعت کو پہلے بھی متوجہ کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق ایک بھی اشارہ نہیں ملتا کہ بدی کو دیکھ کر آپؐ غصے میں آجاتے ہوں ہاں بدی کو دیکھ کر آپؐ بے حد رنجیدہ ہو جاتے تھے۔ بے حد دکھ محسوس کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کو آپؐ کو بار بار متوجہ فرمانا پڑا کہ اے محمد! اُن ظالموں کے لئے تُو کیوں اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ کیا تُو اپنے آپ کو اس غم سے ہلاک کرلے گا کہ یہ کیوں مومن نہیں ہوتے۔ کہیں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضبناک ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن بے انتہا دردناک ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ پس آپ بھی اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ ان کے لئے درد محسوس نہ کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے درد دعا بن جایا کرتا ہے اور وہی دعا ہے جو درد ہو اس کے سوا کوئی دعا نہیں ہے۔ وہی دعا مقبول ہوتی ہے جس کے ساتھ دل پگھلا ہوا ہو۔ پس دیکھیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرتِ حسنہ پر غور کرنے سے کیسے کیسے زندگی کے راز ہمیں ملتے ہیں۔ ایک انسانی زندگی کے نہیں، ایک قومی زندگی کے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کی زندگی کے راز سیرۃ نبوی میں مضمر ہیں اور اسی سے ہمیں سیکھنے ہوں گے۔ پس اپنی اولاد کو نمازوں کی طرف اس طرح متوجہ کریں اور پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں اُن سے نمازیں سُنیں اگر ٹھیک نماز نہیں آتی تو ان کو سکھانا شروع کریں اور اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے بھی نکلیں گے جنہیں احساس پیدا ہوگا کہ ان کو بھی نماز صحیح نہیں آتی جب ترجمہ سکھانے کا وقت آئے گا تو آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو خود نماز کا ترجمہ نہیں آتا ہوگا۔ جب یہ بتانے کا وقت آئے گا کہ جو کچھ پڑھتے ہو دل لگا کر پڑھنے کی کوشش کرو تو بہت سے ایسے ہوں گے جن کو یاد آئے گا کہ وہ خود بھی تو دل لگا کر نہیں پڑھتے رہے۔ تو یہ تربیت ایسی ہوگی جو دوطرفہ ہوگی۔ آپ اپنی اولاد کو زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور آپ کی اولاد آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوگی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

کوچنگ سنٹر

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوچنگ سنٹر کمزور طلبا کیلئے مفید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کمزوری کو جو سکول میں رہ جاتی ہے اس طرح پوری کر لیتے ہیں کہ ٹیوشن کے ذریعہ مزید پڑھائی کا انتظام ہو جاتا ہے اور انفرادی توجہ بھی مل جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوچنگ سنٹر اچھے طلباء کی بھی مدد کرتے ہیں اور انہیں بہتر سے بہتر پوزیشن حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

لیکن اس کالم میں ہم کوچنگ سنٹر کی ایک اور افادیت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ جماعت کی پالیسی تو یہ ہے کہ کوئی بچہ میٹرک سے کم تعلیم حاصل نہ کرے۔ لیکن بعض والدین کی مجبوریاں جن پر شائد وقتی طور پر جماعت بھی قابو نہ پا سکے۔ ایسی ہوتی ہیں کہ وہ بچوں کو سکول سے اٹھا لیتے ہیں اور کسی کام پر لگا دیتے ہیں اور اس طرح بچے نے جہاں پڑھائی چھوڑی ہوتی ہے۔ وہیں کی وہیں رہ جاتی ہے۔ حالانکہ اگر یہ انتظام کر دیا جائے کہ کام کرنے کے بعد بچے کو کوچنگ سنٹر میں تعلیم دلوا دی جائے تو بچہ والدین کی مجبوری کے پیش نظر کام کر کے آمدنی بھی پیدا کرے گا اور اپنی تعلیم بھی جاری رکھے گا۔

بچوں کے پروگرام کے ماتحت یہ تجربہ مصر میں بڑی کامیابی سے کیا گیا ہے۔ اکثر بچے کام بھی کرتے ہیں اور کام کے بعد کچھ آرام کرنے کے بعد کوچنگ سنٹر میں جاکر تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس طرح تعلیم حاصل کرنے میں وقت زیادہ لگے گا لیکن اس میں تو کوئی شک نہیں کہ تعلیم آگے بڑھے گی اور آہستہ آہستہ بچہ اپنا ہدف حاصل کر لے گا۔

اس سلسلہ میں دو طرفہ کوشش کی ضرورت ہے۔ والدین کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے اور والدین کی توجہ کے صحیح نتائج پیدا کرنے کے لئے کوچنگ سنٹر موجود بھی ہونے چاہئیں اور ان کا طریق تعلیم بھی مناسب ہونا چاہیئے تاکہ بچے اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔ یقیناً ہمارا ہر بچہ کم از کم میٹرک ہونا چاہیئے۔

میں اگر بیمار ہوتا ہوں تو ہے میری خطا
یہ ترا احسان ہے تو مجھکو دیتا ہے شفاء

اعترافِ عجز ہے میرا کمالِ بندگی
مالک و مختار ہے تو اے مرے پیارے خدا

ابوالاقبال

محبت کا کوئی موسم نہیں ہے
کسے، کب اور کوئی غم نہیں ہے

یہ مستقبل کا استقبال ہو گا
کہ ماضی کا یہاں ماتم نہیں ہے

میں بدلا ہوں کہ بدلا ہے زمانہ
جو پہلے تھا وہ اب عالم نہیں ہے

نظر میں اب ہے نظّاروں کی کثرت
یہ اعجازِ نگاہِ نم نہیں ہے؟

ہراساں کر رہے ہو میرے دل کو
یہ جامِ جم ہے جامِ سم نہیں ہے

بہت اچھّی کٹی جو کٹ گئی ہے
جو اب کٹتی ہے وہ بھی کم نہیں ہے

تمہارے نام کر دوں گا ہر اک سانس
کہ جینے سے یہ مرنا کم نہیں ہے

سراہا ہے مرے اشکوں کو تم نے
مرا تم سے بڑا ہمدم نہیں ہے

یہ دُوری وجہِ قربت بن گئی ہے
اگرچہ فاصلہ تو کم نہیں ہے

نسیم اپنی خوشی بھی کب خوشی تھی
نسیم اپنا تو غم بھی غم نہیں ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

تلقین عمل

فرماتا ہے:

قربانی کا طریق ہم نے ہر قوم میں جاری کیا ہے۔ تاکہ ان چوپایوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے ہیں اس کا نام لیا کریں اور اس طرح اس کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اس نے ان کے لئے خوراک اور سواریاں پیدا کی ہیں کم سے کم زبانی شکریہ ادا کریں حقیقی شکریہ تو یہ ہے کہ جس طرح اس نے ان کی قربانی کے لئے جانور پیدا کئے ہیں وہ اپنے نفس کی قربانیاں اس کے لئے اور اس کے دین کے لئے کریں۔ پس تم بھی ایک خدا کے لئے قربانی کرو۔ اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ تاکہ دنیا میں ایک خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے۔ اور اے رسول! جو بھی ہمارے حضور میں عجز و انکسار سے رہنا چاہیں اور ہمارا نام آتے ہی ان کے دل لرز جائیں اور مصیبتوں پر وہ صبر کریں اور با جماعت نمازیں ادا کریں۔ اور اپنے اموال غریبوں پر خرچ کرتے رہیں ان کو بتا دے کہ یہ ایسا راستہ ہے جس سے وہ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی عزت حاصل کریں گے (ـ) اللہ تعالیٰ نے دو امور کی طرف توجہ دلائی ہے ایک تو اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سب مذاہب میں قربانی کا وجود پایا جاتا ہے اور دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الٰہی رضا کے لئے ہمیشہ جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ پس جن قوموں میں انسانی قربانی کا رواج رہا ہے وہ درحقیقت مذہب کے بگاڑ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جانوروں کی قربانی کا ہی حکم دیا گیا تھا۔ بائبل کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانوں میں انسانی قربانی کا رواج ہوا کرتا تھا جو بنی اسرائیل میں بھی ان کے بگاڑ کے زمانے میں جاری ہو گیا۔ اور انہوں نے بتوں پر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو قربان کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۲ سلاطین باب ۱۶ میں آخز بادشاہ کے متعلق لکھا ہے۔ "اس نے وہ کام نہ کیا جو خداوند اس کے خدا کی نظر میں بھلا ہے جیسا اس کے باپ داؤد نے کیا تھا بلکہ وہ اسرائیل کے بادشاہوں کی راہ پر چلا اور اس نے ان قوموں کے نفرتی دستور کے مطابق جن کو خداوند نے بنی اسرائیل کے سامنے سے خارج کر دیا تھا اپنے بیٹے کو بھی آگ میں چلوایا۔ (باب ۱۶ - آیت ۲، ۳)

۲ - تواریخ باب ۲۸ آیت ۳ میں صرف ایک بیٹے کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ لکھا ہے کہ آخز نے اپنے ہی بیٹوں کو آگ میں جھونکا۔ گویا صرف ایک بیٹے کی نہیں بلکہ کئی بیٹوں کی اس نے قربانی کی اسی طرح بنی اسرائیل کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ہوسیاہ بادشاہ کے عہد میں بابل کو پوجا اور انہوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ میں چلوایا۔ اور فال گیری اور جادوگری سے کام لیا۔

(۲ سلاطین باب ۱۷ آیت ۱۷)

حزقیاہ کے بیٹے منسی کے متعلق بھی لکھا ہے کہ اس نے خداوند کی ہیکل کے دونوں صحنوں میں مذبح بنائے اور اس نے اپنے بیٹے کو آگ میں چلایا۔

(۲ سلاطین باب ۲۱ آیت ۶)

اس بارے میں بھی تواریخ کا بیان سلاطین سے کسی قدر مختلف ہے یعنی سلاطین میں تو صرف ایک بیٹے کی قربانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر تواریخ میں لکھا ہے کہ اس نے بن ہنوم کی وادی میں اپنے فرزندوں کو بھی آگ میں چلوایا۔

(۲ تواریخ باب ۳۳ آیت ۶)

حضرت داؤد علیہ السلام بھی اس برائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو شیاطین کے لئے قربان کیا اور معصوموں کا یعنی اپنے بیٹے بیٹیوں کا خون بہایا جو کہ ایک برا فعل تھا (اور شرک پر دلالت کرتا تھا) جن کو انہوں نے کنعان کے بتوں کے لئے قربان کر دیا اور ملک خون سے ناپاک ہو گیا

(زبور باب ۱۰۹ آیت ۳۷، ۳۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی انسانی قربانی کا رواج تھا جس سے شریعت موسویہ میں بڑی سختی کے ساتھ روکا گیا۔ چنانچہ استثناء میں لکھا ہے جب تو اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے۔ پہنچ جائے تو وہاں کی قوموں کی طرح مکروہ کام کرنے نہ سیکھنا تم میں ہرگز کوئی ایسا نہ ہو جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں چلوائے یا فال گیر یا شگون نکالنے والا یا افسوں گر یا جادوگر یا منتری یا جنات کا آشنا یا عامل یا ساحر ہو کیونکہ وہ سب جو ایسے کام کرتے ہیں خداوند کے نزدیک مکروہ ہیں۔

(استثناء باب ۱۸ آیت ۹ تا ۱۱)

احبار میں بھی لکھا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک (یہ کنعانیوں کا ایک بت تھا) کی خاطر آگ میں سے گزرنے کیلئے نہ دینا اور نہ اپنے خدا کے نام کو ناپاک ٹھہرانا

(احبار باب ۱۸ آیت ۲۱)

اسی طرح لکھا ہے خداوند نے موسیٰ سے کہا تو بنی اسرائیل کو یہ بھی کہہ دے کہ بنی اسرائیل میں سے یا ان پردیسیوں میں سے جو اسرائیلیوں کے درمیان بودوباش کرتے ہیں۔ جو کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک کی نذر کرے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ اہل ملک اسے سنگسار کریں اور میں بھی اس شخص کا مخالف ہوں گا اور اسے اس کے لوگوں میں سے کاٹ ڈالوں گا۔ اس لئے کہ اس نے اپنی اولاد کو مولک کی نذر کر کے میرے مقدس اور پاک نام کو ناپاک ٹھہرایا اور اگر اس وقت جب وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک کی نذر کرے۔ اہل ملک اس شخص کی طرف سے چشم پوشی کر کے اسے جان سے نہ ماریں تو میں خود اس شخص کا اور اس کے گھرانے کا مخالف ہو کر اس کو اور ان سبھوں کو جو اس کی پیروی میں زناکار بنیں اور مولک کے ساتھ زنا کریں ان کی قوم میں سے کاٹ ڈالوں گا

(احبار باب ۲۰ آیت ایک تا چھ)

لیکن باوجود اس کے کہ بائبل انسانی قربانی کو برا قرار دیتی ہے پھر بھی بائبل بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو چھری سے ذبح کریں۔ چنانچہ پیدائش میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تو اپنے بیٹے اسحٰق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موسیاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا۔ تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر اپنے گدھے پر چارجامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوانوں اور اپنے بیٹے اسحٰق کو لیا اور سوختنی قربانی کیلئے لکڑیاں چیریں اور اٹھ کر اس جگہ کو جو خدا نے اسے بتائی تھی روانہ ہوا۔

(پیدائش باب ۲۲ آیت ۱ تا ۳)

پھر لکھا ہے۔ وہاں ابراہام نے قربان گاہ بنائی اور اس پر لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اسحٰق کو باندھا اور اسے قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا اور ابراہام نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے تب خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہام اے ابراہام۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اسے کچھ کر کیونکہ میں جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مجھ سے دریغ نہ کیا۔ اور ابراہام نے نگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔ تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔

(پیدائش باب ۲۲ آیت ۹ تا ۱۳)

اب اگر اسی طرح واقعہ ہوا ہو کہ خدا تعالیٰ نے پہلے الہاماً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہا ہو کہ جاؤ اور اپنے بیٹے کو چھری سے قربان کر دو۔ اور پھر جب وہ قربان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں روک دیا۔ تو پہلا حکم بالکل بے فائدہ قرار پاتا ہے۔ کیونکہ عجب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہی نہیں تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اس طرح قربان کریں تو انہیں قربان کرنے کا حکم کیوں دیا گیا اور کیوں بعد میں ان سے صرف مینڈھے کی قربانی کو قبول کر لیا گیا۔ پس بائبل جو کچھ بتاتی ہے وہ عقلی طور پر ایک قابل اعتراض صورت ہے جس میں خدا تعالیٰ کے ایک حکم کو بے کار قرار دینا پڑتا ہے۔ لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ رؤیا دیکھا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں جس کی تعمیل میں انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک وادی غیر ذی زرع میں جا کر چھوڑ دیا اور اس طرح عملی رنگ میں انہیں ذبح کر دیا۔ گویا بائبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں انسانی قربانی کو بطور اصل پیش کرتی ہے اور جانور کی قربانی کو اس کا قائم مقام قرار دیتی ہے لیکن اسلام صرف جانور کی قربانی کو ہی اصل قربانی قرار دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ مذہب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جانوروں کی قربانی ہی اصل قربانی مقرر کی گئی تھی۔ انسانی قربانی کا جو ان میں رواج پیدا ہوا وہ منشائے الٰہی کے خلاف اور مذہب کے بگاڑ کا نتیجہ تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسانی قربانی کا رواج منشائے الٰہی کے خلاف تھا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا میں یہ کیوں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رؤیا در اصل اپنے اندر تعبیری رنگ رکھتی تھی۔ جیسے بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے ظاہر کر دیا اور وہ تعبیر یہ تھی کہ ایک

باقی صفحہ ۸ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امۃ الشافی سیال

سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ویسے تو سیدنا حضرت عمرؓ کے مبارک و بابرکت حالاتِ زندگی کو پڑھا جائے تو آپ کی حیات مبارکہ کے ایک ایک واقعہ پر طبیعت پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ مگر ایک واقعہ حضور کی زندگی کے آخری لمحات کا ایسا ہے۔ جسے پڑھ کر دل اس قدر گداز ہوا کہ آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو سوچا کہ میں یہ واقعہ الفضل کے قارئین کی خدمت میں بھی پیش کروں وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت عمرؓ پر ایک شقی القلب انصاری نے وار کیا اور آپ اُن زخموں کی تکلیف کو محسوس فرما رہے تھے اور آپ کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب وفات یقینی ہے تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے فرمایا عبداللہ! میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اپنے دو محترم رفیقوں (یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے پہلو میں حضرت ام المومنین کے حجرہ مُبارک میں دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور آپ نے اجازت بھی مرحمت فرمادی تھی۔ مگر تم اب پھر اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر میری طرف سے سلام عرض کرو مگر دیکھنا امیر المومنین نہیں کہنا۔ بلکہ کہنا کہ عمر بن الخطاب سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دو محترم اور قابل قدر رفقاء کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں اگر اجازت مل جائے تو وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

حضرت عبداللہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ خدا تعالیٰ گواہ ہے یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں تب حضرت عبداللہ اپنے جلیل القدر والد صاحب کی خدمت میں واپس لوٹے اور آپ کی خدمت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا پیغام پہنچا دیا تو حضرت عمرؓ نے پھر فرمایا عبداللہ دیکھو جب تم میرا جنازہ لیکر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے پاس لیکر جاؤ تو پھر حضرت عائشہ صدیقہ سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب "اجازت چاہتا ہے" اگر اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ جو میں کہہ چکا ہوں وہی کرنا اور پھر فرمایا۔ مجھے اس آرام گاہ سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں پھر جب آپ اپنے مولا حقیقی سے جا ملے تو اسوقت مومنین کی جماعت کا جو حال تھا۔ (اس سے سب لوگ خوب واقف ہیں) مگر آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے صاحبزادے آپ کی خواہش کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دروازے پر جنازہ لاکر کھڑے ہو گئے اور حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ عمر بن خطاب اپنے محترم رفیقوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔

تب حضرت اُمّ المومنینؓ نے فرمایا بے کھٹکے چلے آؤ اور یوں ایک روحانیت سے پُر جلیل القدر خلیفہ الثانیؓ رعب اور دبدبے والا ایک ذی شان سپہ سالارِ اسلام۔ خادم اسلام خادم مخلوقِ الٰہی بھی تھا۔ خدا تعالیٰ کا محب اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب و مشیر دنیا کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور ہمیں یہ سبق دے گیا کہ نسبت کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھو۔

عبدالباسط شاہد

بہار کے خُون ریز فسادات

قائد اعظم محمد علی جناح آزاد مملکت پاکستان کے قیام کی طرف اپنی مدبرانہ حکمت عملی سے قدم بقدم آگے بڑھ رہے تھے مگر مخالف طاقتیں بھی ہر قدم پر مشکلات پیدا کرنے میں کوئی کمی نہیں کر رہی تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں جبکہ حصول آزادی کی منزل بہت قریب تھی ہندوؤں نے بڑے پیمانے پر فسادات اور قتل و غارت گری کا سلسلہ شروع کر دیا جس کے لئے وہ ایک عرصہ سے تیاری کر رہے تھے۔ بہار کے علاقہ میں مسلمان اپنی تعداد۔ اثر و رسوخ اور سیاسی حیثیت سے ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت پیچھے تھے۔ کمزور کو اور زیادہ دبانے کی ہندوانہ حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے وہاں بہت وسیع پیمانے پر قتل و غارت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ہزاروں مسلمان قتل کر دیئے گئے ہزاروں گھر جلا دیئے گئے۔ ہزاروں بے گھر کر دیئے گئے ہزاروں بے خانماں پنجاب سندھ یا بنگال کی طرف جان بچا کر جانے کے لئے مجبور ہو گئے۔ اس حالت کی اطلاع بہار کے ایک احمدی دوست نے بذریعہ تار حضور کی خدمت میں بھجواتے ہوئے لکھا۔

"مسلمانانِ بہار پر مظالم کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ مظالم توڑتے میں عورت۔ مرد اور بچے بوڑھے کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ اصل حالات کو مخفی رکھا جا رہا ہے۔ سپین کی خونی داستان تمام صوبہ میں دہرائی جا رہی ہے۔ ذرائع رسل و رسائل اور خط و کتابت بند ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف مظالم کا ایک تند طوفان اٹھ رہا ہے۔ مہربانی فرما کر دعا کریں اور جانوں کی حفاظت کے لئے مدد فرمائیں...... یہ ایک ڈوبتے ہوئے جہاز کی صدا سمجھیں"

حضور نے مسلمانانِ بہار کی فوری امداد کے لئے قائد اعظم ریلیف فنڈ میں پہلی قسط کے طور پر پندرہ ہزار روپے کی رقم ارسال فرمائی۔ جلد بعد دوسری قسط کے طور پر مزید ۳۰ ہزار روپے ارسال فرمائے ان کی رسید گی سے مطلع کرتے ہوئے قائد اعظم نے لکھا:

"آپ کا خط اور چیک مل گیا ہے۔ آپ کی امداد کے لئے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہار کی امداد کے لئے حتی الوسع کوشش کر رہا ہوں۔ ہر طرف سے امداد کی سخت ضرورت ہے۔ صورت حال بڑی نازک ہے بہت بڑی مہم درپیش ہے۔"

جناح

(الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء)

حضرت فضل عمر نے یکے بعد دیگرے تین وفود بہار کے مسلمانوں کی امداد کے لئے بھجوائے جن میں ماہر ڈاکٹر اور بعض دوسرے اہل الرائے شامل تھے۔ ان وفود نے وہاں نہایت محنت اور جانفشانی سے علاقہ کے مسلمانوں کی مدد کی۔ ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مونگھیر ضلع کی مسلم لیگ کے صدر نے لکھا:

"آپ نے اور آپکی پارٹی نے اس ضلع کے مختلف کیمپوں میں پناہ گزینوں کے ساتھ جو قابل ستائش خدمات سرانجام دیں ان کی وجہ سے میں بہت ہی ممنون ہوں۔ آپ کی امداد اور ریلیف اس ضلع کے پناہ گزینوں کی انتہائی ضروریات تھیں اور انہیں آپ نے عمدہ طریق پر سر انجام دیا جس طرز پر آپ نے کام کیا اس کے متعلق مسلم لیگ کی طرف سے پورے اطمینان اور گہرے امتنان کے جذبات ظاہر کرتے میں خوشی محسوس کرتا ہوں"

(ایس ایس رشید احمد پریذیڈنٹ مونگھیر ضلع مسلم لیگ)

اسی طرح ریلیف کیمپ کے کنٹرولر ایس ایم سہیل نے ان وفود کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھا:

"قادیان میڈیکل ریلیف کے کارکنان نومبر کے تیسرے ہفتہ میں مونگھیر وارد ہوئے اور انہوں نے مونگھیر کے متعدد کیمپوں میں کام کیا۔ ان کا گروہ منظم ڈسپلنڈ کارکنوں پر مشتمل ہے اور ان کے لیڈر مولوی برکات احمد بہت باشعور انسان اور ایماندار کارکن ہیں۔ کاش ان جیسے کارکنوں کا ایک گروہ مجھے مستقل طور پر مونگھیر کے لئے مل جائے۔ اس وفد کو خاص طور پر مشکل حالات میں کام کرنا پڑا اور بعض اوقات حصول ریلیف کے لئے سرکاری حکام کے ساتھ لڑنا پڑا۔ مجھ سے ان کا تعارف حکیم خلیل احمد صاحب نے کروایا جو خود دیانت دار اور مخلص کارکن ہیں"

باقی صفحہ ۸ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ادبی شخصیت

منصور قیصر

منصور قیصر جن کا تعلق لمبے عرصہ تک ادب و صحافت کے ساتھ رہا گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے گراں قدر مایۂ علم چھوڑا ہے۔ جو انکے نام کو ہمیشہ زندہ و جاوید رکھے گا۔

منصور قیصر صاحب نے "تعمیر" اور روزنامہ "کوہستان" سے کالم نویسی کا آغاز کیا اور "انجام"، "جنگ" اور "امروز" میں بھی ہفتہ وار کالم تحریر کئے۔ اسی طرح وہ برٹش ایمبیسی کے شعبہ تعلقات کے ساتھ ۹ سال تک وابستہ رہے جسکے بعد وہ فری لانس جرنلسٹ کی حیثیت سے مختلف روزناموں اور ہفتہ وار رسائل و جرائد سے وابستہ رہے۔ اسی حیثیت میں وہ ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ساتھ بھی منسلک رہے اور زندگی کے آخری سالوں میں انہوں نے "پاکستان ٹیلیوژن" کارپوریشن میں باقاعدہ ملازمت اختیار کر لی تھی انہوں نے صحافتی دور میں بہت سے ممالک کے دورے کئے۔ ان کی خصوصی رپورٹیں عوام میں کافی مقبول ہوئیں۔ وہ ایک لائق ادبی منتظم تھے۔ سالہا سال تک حلقہ ارباب ذوق راولپنڈی کے سیکرٹری بھی رہے۔ ادبی تنظیموں کے قیام میں انہوں نے مثبت کردار ادا کیا اس طرح وہ چاروں صوبوں کے اہل علم اور دانش میں رابطے کا ذریعہ تھے معروف ادبی تنظیم دائرہ نے منصور قیصر کی گولڈن جوبلی کی یادگار تقریب اور ان کے افسانوں کے مجموعہ "بے چراغ بستی" کی تقریب رونمائی کروائی۔ وہ اپنے تحریر کردہ خاکوں اور کالموں کی اجتماعی اشاعت چاہتے تھے۔ جو مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوگئے لیکن وقت نے انہیں مہلت نہ دی امید ہے نیشنل بک کونسل منصور قیصر کے خاکوں اور کالموں اور وقتاً فوقتاً مختلف رسائل میں شائع ہونے والی تحریروں کو شائع کرنے کا بندوبست کروائے گی۔

منصور قیصر صاحب کے کام کیلئے انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ایک ادبی ریفرنس کا انعقاد ہوا جس میں جناب حسن عباس رضا۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید، جناب عطا حسین کلیم، جناب احسان اکبر یا۔ جناب صادق لودھی، جناب ظفر بختاوری۔ بیگم ثاقبہ رحیم الدین۔ جناب احمد فراز، جناب غلام ربانی ایڈوو شامل تھے۔ تقریب کے آغاز میں ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے اپنی یادوں کو سمیٹتے ہوئے جناب منصور قیصر کو خراج عقیدت پیش کیا۔ حفیظ جالندھری نے صوفی تبسم کے بارے میں کہا تھا کہ صوفی مرا نہیں اپنی کتابوں میں زندہ ہے۔ اسی طرح میں یہ کہنا چاہوں گا کہ منصور قیصر بھی وفات نہیں پاگئے بلکہ اپنی تحریروں میں اور اپنی کتابوں میں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ منصور قیصر صاحب بہت ہی مرنجان مرنج قسم کے آدمی تھے۔

معروف شاعر اور ادبی شخصیت جناب عطا حسین کلیم نے اس موقعے پر تعزیتی کلام پیش کیا۔ منصور قیصر کے ساتھ طویل عرصے تک کام کرنے والے رفیق کار جناب صادق لودھی نے مغموم لہجے میں اپنے بچھڑے ہوئے ساتھی کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ انتہائی خوش مزاج خوش گفتار خوش لباس خوش خو ایک انسان ہر وقت ہنستے کھیلتے رہنا۔ انتہائی نیٹ اور کلین آدمی تھے۔ انتہائی منظم خوبصورت ہینڈ خوبصورت سٹیشنری، خوبصورت پین ڈیسک کی صفائی۔ دراز سے لے کر ٹاپ تک یہ ان کی کمزوری تھی۔ روز ٹیلیفون صاف کرنا ان کا ایک وطیرہ تھا۔ ہم ہنستے تھے مگر میں سمجھتا ہوں اور اب سوچتا ہوں کہ ابلاغ کا آدمی ہی کمیونیکیشن کے آلے سے پیار کر سکتا ہے۔" "قلم قبیلہ" کی صدر اور معروف ادبی شخصیت بیگم ثاقبہ رحیم الدین نے بھرپور انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے اس موقع پر کہا۔

"مجھے ان کی انسان دوستی اور وسعت نظری بہت زیادہ بھاتی تھی۔ جوانوں کے مسائل پر کبھی ان کے دل میں کوئی الجھاؤ نہیں تھا۔ وہ قومی زبان کو سب سے بڑا اور اہم درجہ دیتے تھے یعنی اردو زبان کو لیکن ساری پاکستانی زبانیں ان کی نظر میں اتنی ہی مقدم تھیں جتنی قومی زبان یعنی ان کے ذہن میں کسی قسم کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔ کوئی الجھاؤ نہیں تھا۔"

لوک ورثہ کے ادارے کے سربراہ اور معروف شاعر جناب احمد فراز نے مختصر خطاب میں کہا۔

"وقت کم ہے صرف یہی کہنا ہے کہ وہ مزاح شگفتہ تحریر نڈر بہادر آدمی۔ ساتھ دینے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا دوست تھا۔ جو نقصان ہوا مجھے یوں لگا کہ میرا بہت ہی مخلص بہی خواہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ مجھے اس کی موت کا بے حد قلق ہے۔"

اکیڈمی آف لیٹرز کے چیئرمین جناب غلام ربانی ایڈوو نے اس موقع پر ادارے کی جانب سے منصور قیصر کے کالموں پر مبنی کتاب شائع کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے محترم بھائی احمد فراز صاحب نے بڑی پتے کی بات کہی تھی کہ جوش ملیح آبادی صاحب اب اس مقام پر ہیں جہاں نہ ہم ان کی عزت و توقیر میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اسمیں کچھ کمی کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ بات منصور قیصر پر بھی صادق آتی ہے۔ لیکن ہم جو ان سے محبت رکھتے ہیں ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کی یاد میں ان کی خدمت گذاری کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کریں۔ انہوں نے اس موقع پر ایک تجویز پیش کی کہ منصور قیصر صاحب نے اخبارات اور رسالوں کے ذریعے مختلف مضامین لکھے ہیں چنانچہ تخلیقی اداروں کو چاہیئے کہ وہ انہیں کتابی صورت میں چھاپیں۔ اگر وہ ادارہ یہ کتاب شائع کرتا ہے اور اسکو کسی قسم کی مالی مدد کی ضرورت ہے تو اکادمی کی خدمات پیش ہیں۔

اس تقریب کے صدر اور منصور قیصر کے بیٹے ڈاکٹر منصور نے جذباتی انداز میں اپنے والد کو یاد کرتے ہوئے کہا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب "دائرہ" کے زیر اہتمام ان کی پچاسویں سالگرہ منائی گئی تھی تو منصور صاحب سٹیج پر بیٹھے تھے اور میں آخری سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ مجھے یہ سفر طے کرنے میں اتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس تقریر میں انہوں نے ایک جملہ کہا تھا کہ یہاں بیٹھنے میں واقعی بڑا "سواد آندا اے" لیکن آج مجھے بالکل "سواد" نہیں آرہا۔

معروف ادیب اور افسانہ نگار منصور قیصر کی یاد میں منعقدہ کی گئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی شہری ماحولیات کے وفاقی وزیر جناب میر باز خان کھیتران نے اس موقعے پر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے مختصر خطاب میں کہا "منصور قیصر جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ محفل گذارنے کا زیادہ اتفاق تو نہیں ہوا۔ لیکن آپ دوستوں سے سن کے اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ ایسے لوگ مرا نہیں کرتے بلکہ وہ مرنے کے بعد اصل حالت میں زندہ رہتے ہیں۔ ہم سب دوستوں کو منصور قیصر کے یہاں موجود نہ ہونے پر انتہائی دکھ محسوس ہوا ہے۔"

ربوہ کا ہر اک ذرہ مجھے جاں سے ہے پیارا
ربوہ کا ہر اک ذرہ میری آنکھ کا تارہ

ربوہ کی فضاؤں نے مجھے ذوق ہے بخشا
ربوہ کی دعاؤں سے میرا چمکا ستارہ

ربوہ میں ہوئی شمع میرے دل میں منوّر
بہتا ہے جہاں صبح و مسا نور کا دھارا

اے دیدہ ورو ربوہ میں جا کر ذرا دیکھو
آئے گا نظر پیر و جواں دیں کا مینارہ

مومن کبھی باسی تھا اسی شہر کا بھائیو
بھولے گا کہاں ربوہ کی یادوں کا نظارہ

خواجہ عبدالمومن
اوسلو - ناروے

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے دعا کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے صدقات غریبوں اور ضرورت مندوں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ صدقات اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرتے ہیں اور کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے اپنے صدقات ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عابدہ شگفتہ

محترم مرزا نذیر احمد صاحب و مرزا عبد الحمید صاحب

گذشتہ سال عید الفطر کے روز دوپہر تقریباً دو بجے میرے پیارے ماموں جان مکرم مرزا نذیر احمد صاحب آف کراچی اس عالمِ فانی کو چھوڑ کر خدائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ ماموں جان بہت سی صفات اور اخلاقِ حسنہ کے مالک تھے۔ نافع الناس وجود تھے۔ بہت سے لوگوں کو اپنی زندگی میں فائدہ پہنچایا۔ کراچی میں کوئی وفات ہو جاتی آپ خاموشی سے ربوہ پہنچانے تک تمام انتظامات کر دیتے اور کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔ سابق قائد خدام الاحمدیہ کراچی تھے۔ نو ماہ تک جان لیوا بیماری کا بڑے صبر اور ہمت سے مقابلہ کیا۔ کبھی مایوس نہ ہوئے۔ ڈاکٹروں کے نزدیک ان کا مایوس نہ ہونا ہی اتنی زندگی پانے کا باعث تھا۔ وفات سے چند روز پہلے کار کے حادثہ میں پیشانی پر سخت چوٹ آئی۔ جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ عید کے روز سب کو نمازِ عید کے لئے بھیجا اور بچوں کو عیدی بھی دی لیکن ــــ دو بجے خدائی بلاوا آگیا۔

ابھی ہمارے قلب و ذہن نے یہ صدمہ قبول نہ کیا تھا کہ غم و الم کا ایک اور ریلہ کہ ہلیں لگا اور ہمارے دوسرے ماموں جان مکرم مرزا عبد الحمید صاحب آف کنری (سندھ) بھی ہمارے دلوں کو غمگین و حزیں بنا کر ۱۷ مئی ۱۹۸۹ء کو مولائے حقیقی کے حضور پیش ہو گئے۔ آپ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب سے بڑے تھے۔ اپنے بھائی کی طرح نہایت خوش اخلاق، ملنسار اپنے تو اپنے غیروں سے بھی حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ بڑی ہی ہنس مکھ طبیعت پائی تھی۔ بیماری کے دوران شدید درد میں کے وقت باتوں اور مزاج کا انداز ایسا ہوتا جیسے کوئی تکلیف ہی نہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر مرزا مبارک احمد صاحب تین ماہ تک احمدیت کی خاطر پابندِ سلاسل رہے۔ شدید بیماری میں اس دکھ کو بڑے حوصلہ، صبر اور محض رضائے الٰہی کے لئے برداشت کیا۔

دونوں بھائی پابندِ صوم و صلوٰۃ، تہجد گذار اور والدہ کے انتہائی خدمت گذار تھے۔ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا بے حد جذبہ رکھنے والے تھے۔ جب تک صحت اور حالات پاکستان نے اجازت دی باقاعدہ اجتماعات، جلسہ سالانہ، مجلسِ مشاورت اور اس طرح کے دیگر جماعتی کاموں میں شرکت کے لئے ربوہ آتے رہے۔ حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ آپ دونوں مکرم مرزا محمود احمد صاحب مربی سلسلہ برمنگھم (برطانیہ) کے بڑے بھائی تھے۔ دونوں ماموں جان کی دس دن کے وقفے سے وفات ہمارے خاندان اور ان کی ضعیف والدہ کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اپنے قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ نیز اس عمر میں نانی جان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ دیگر پسماندگان اور بیوی بچوں کو بھی صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

صغیرہ بیگم

محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ

آپ کا نام فاطمہ بی بی تھا۔ تمام جماعت اور غیر از جماعت مستورات میں اپنی اچھی عادات کی وجہ سے بہت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ نہایت صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ خاوند کی وفات کے بعد آپ نے اپنی اولاد کی پرورش اور تربیت نہایت احسن طریق سے کی۔ وہ کھیوہ باجوہ نزد کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ کی رہنے والی تھیں لیکن ان کی زندگی کا زیادہ عرصہ گنج مغلپورہ لاہور میں گزرا۔ محلے میں سب کے لئے آپ کی شفقت و محبت یکساں تھی۔ ہر ایک کے دکھ درد اور خوشیوں میں شریک ہوتیں۔ کبھی کسی کی دل آزاری نہ کرتیں سلسلہ کا درد رکھنے والی تھیں۔ جب تک ہمت رہی لجنہ کے اجلاسوں میں شرکت کرتی رہیں کسی بھی چندے کی تحریک ہوتی تو ضرور اس میں حصہ لیتیں موصیہ تھیں اور وصیت کا چندہ اپنے جیب خرچ سے خود جا کر دیتے میں خوشی محسوس کرتیں۔ جمعہ کی نماز نہایت التزام سے ادا کرتیں۔

ہم سے کہتیں کہ الفضل پڑھ کر سنائیں دیگر احمدی رسالہ جات سننے کا بھی شغف تھا۔ آپ کو احمدیت سے بہت لگاؤ تھا اور بزرگانِ سلسلہ کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتیں۔ جب بھی ہمارے پاس آتیں پنجابی نظموں کے قصے انکے پاس ہوا کرتے کچھ زبانی سناتیں اور کچھ کا سبق لیا کرتی تھیں۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ہمیشہ بے تاب رہتیں اور کبھی کسی جلسہ سالانہ پر غیر حاضر نہیں ہوئیں۔

اپنے گاؤں میں لڑکیوں کو قرآن پاک بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ آنکھ کے اپریشن کے بعد نظر زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔ ایک دن ہمارے بھائی نے انہیں اپنی دوربین دکھائی اس میں چیزوں کو اتنا بڑا اور واضح دیکھ کر کہنے لگیں یہ تم مجھے دے دو۔ اس سے تو مجھے قرآن پاک کے الفاظ بھی واضح نظر آئیں گے اُسے نیچے سے توڑ کر عینک کی جگہ حسبِ ضرورت استعمال کرتیں۔ صبح اسی سے قرآنِ پاک بھی پڑھ لیتیں اور بہت خوش ہوتیں اسی دوران حضرت امام جماعت (الثالث) کا انتقال ہوا تو آپ کوٹھ سے ربوہ جنازے میں شرکت کیلئے گئیں آپ کے چہرۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے لوگ اس قدر تھے کہ آپ کو وہاں کھڑے ہونے اور آگے جانے میں بہت دشواری تھی تو ڈیوٹی پر موجود اطفال نے ان کو خاص طور پر سہارا دے کر آگے کیا کہ اماں جی کو ضرور دیکھنے دیں یہ تو بڑی مشکل سے دیکھ رہی ہیں۔

مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۸۳ء کو بعمر تقریباً ۸۰ سال آپ کی وفات ہوئی اور خدا کے فضل سے مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ ہم ہمیشہ آپکے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو رہیں گے۔

حضور ایدہ اللہ کے نام اہلِ مغرب کا جواب

دیارِ مشرق کے باسیوں سے برُطفِ چاہت سلام کہنا
دیارِ مغرب کے واسطے ہے یہ رشک کا اِک مقام کہنا

تمہاری یادوں میں بس رہے ہیں۔ تمہارے نغمے ہیں انکی خاطر
ذرا نظر اس طرف بھی ڈالو۔ ہمیں بھی کوئی پیام کہنا

الگ نہیں کوئی ذات تیری۔ خدا کی ہے کائنات تیری
سبھی کو ہے آپ کی ضرورت۔ تیرا ہی ہے ہر مقام کہنا

ساجدہ حمید

جام بھر کر ہمیں پلا ساقی
آنکھ سے آنکھ بھی ملا ساقی
مے کا نشہ دوچند ہو جائے
جام دے اور مسکرا ساقی

عبد الکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے اور حقیقی خوشیوں سے بھرپور زندگی عطا فرمائے۔

○ اگر آپ حضرت امام جماعت۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ کی مدد فرماتا رہے۔ کا کوئی خطبہ پڑھ کر اس کا خلاصہ اڑھائی سو الفاظ میں لکھ کر ہمیں ارسال کریں تو سب سے بہتر خلاصہ اس کالم میں شائع کیا جائے گا۔ اور ایک کتاب آپ کی خدمت میں بطور انعام پیش کی جائے گی۔

○ بغیر کسی سے پوچھے آپ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کے نام تحریر کریں۔ جس کی طرف سے زیادہ سے زیادہ ناموں کی فہرست ملے گی اسے ایک کتاب انعام کے طور پر دی جائے گی۔

○ آپ کو کون سی کھیل پسند ہے۔ یہ کھیل کیسے کھیلتے ہیں۔ اس کے پورے کوائف لکھیں اور یہ بھی تحریر کریں کہ آپ خود یہ کھیل کھیلتے ہیں یا نہیں۔

○ کیا گذشتہ ماہ آپ نے اپنے سکول میں کوئی تقریر کی ہے۔ موضوع کیا تھا۔ آپ کی پوزیشن کیا تھی۔ اوّل اور دوم کون آئے۔

○ گذشتہ ہفتہ یہ کالم ذرا لمبا ہو گیا تھا اسلئے اس ہفتہ اس کالم کو ہم مختصر ہی رکھتے ہیں۔ لیکن اس مختصر سے کالم میں بہت سی باتیں کہہ دی گئی ہیں یا یوں کہیے کہ پوچھ لی گئی ہیں۔ امید ہے آپ ان باتوں کا جواب دیں گے۔

درخواست دعا

○ مکرم نسیم مبشر صاحب وزیر آباد کی بچی عزیزہ ہبتہ الودود بعمر ۵ سال پچھلے دو ہفتوں سے بیماری کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی ہے۔

○ مکرم گلزار احمد صاحب (کٹاس) کی دو بچیاں بیمار ہیں۔

○ مکرم عبدالقیوم خان صاحب ربوہ کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی ہے۔ بچی کی والدہ کی طبیعت ابھی تک تشویشناک ہے۔ اپریشن کے بعد کچھ پیچیدگیاں ہیں۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا کریں۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب کارکن مجلس نصرت جہاں ابن مکرم حکیم غلام حسین صاحب آف لالیاں ۱۴ اپریل ۱۹۹۰ء کی صبح بعمر ۴۸ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

آپ کے سر میں پھوڑا تھا جس کی تشخیص بعد میں کینسر کی ہوئی اور تین ماہ بیمار رہے۔ گولبازار میں ان کا جنازہ مکرم مولانا اسماعیل منیر صاحب سیکرٹری حدیقتہ المبشرین نے پڑھایا اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

موصوف کے پسماندگان میں بیوہ اور پانچ چھوٹے بچے ہیں۔ سب سے بڑا بیٹا جماعت نہم کا طالب علم ہے۔

○ مکرم بشارت احمد باجوہ صاحب آف سورنگسیاں (ڈسکہ) کی والدہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ ۱۱ مئی بروز جمعہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ موصوفہ کی عمر ۷۹ سال تھی۔

○ مکرم چوہدری ناصر الدین صاحب کی ہمشیرہ مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد یعقوب صاحب چک ۸۴ ج ب سرشمیر روڈ تحصیل و ضلع فیصل آباد مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۰ء کی صبح دو بجے حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں اور اپنے حلقہ کی لجنہ اماء اللہ کی صدر تھیں۔ ان کا جنازہ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد بیت المہدی میں پڑھایا گیا۔ تدفین کے بعد مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر بیت المال نے دعا کرائی۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

نمایاں کامیابی

○ عزیزہ ناصرہ سحر بنت مکرم قریشی نصیر احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے فیڈرل گورنمنٹ کے جماعت پنجم کے امتحان میں ۶۰۰ میں سے ۴۸۲ نمبر لے کر سکول میں اوّل پوزیشن لی ہے اور لاہور ریجن میں چوتھی پوزیشن لی ہے اور وظیفہ کی حقدار قرار دی گئی ہے۔

اسی طرح مکرم قریشی صاحب کا بیٹا عزیز طلحہ نصیر جماعت چہارم کے سالانہ امتحان میں اپنی کلاس میں دوم رہا۔

○ عزیز لئیق احمد ابن مکرم بشیر احمد اور عزیز عبدالاعلیٰ ابن مکرم عبدالرشید صاحب نے میٹرک کے سالانہ امتحان میں لاہور بورڈ سے ۸۵۰ نمبروں میں سے بالترتیب ۶۹۵ اور ۶۷۲ نمبر لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان بچوں کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔

ایک اور احمدی طالبہ کا امریکہ میں نمایاں اعزاز

○ عزیزہ مکرمہ عائشہ ہاجرہ ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ملک عبدالمنان صاحب ولنگبورو نیوجرسی میں دسویں جماعت کی طالبہ ہے کو امریکہ کے طالب علموں میں ایک نمایاں اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ بچی کا نام اور حالاتِ زندگی امریکہ کے نمایاں طالب علموں کی کتاب "ہُو از ہُو" WHO WHO 15 ۸۹-۱۹۸۸ء میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ کتاب امریکہ کے بارہ ہزار سکولوں کی تسلیم شدہ کتاب ہے اور اس میں تمام امریکہ کے ۵ فیصد طلباء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ عزیزہ عائشہ ہاجرہ ملک صاحبہ کیپٹن ملک عبداللہ خان ربوہ کی پوتی ہے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل بھی ایک اور احمدی طالبہ کو ایسے ہی اعزاز سے نوازا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ہونہار احمدی بچی کو دین اور دنیا میں بہترین کامیابی عطا کرے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ـــــ مینیجر

تقریب شادی

○ عزیز عبدالبصیر بھٹہ کی شادی مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو ہمراہ عزیزہ راحت گلنار بنت رانا سلیم احمد صاحب محلہ دارالیمن ربوہ عمل میں آئی۔ دعوتِ ولیمہ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۰ء کو ان کے والد مکرم عبدالرحیم صاحب بھٹہ کے مکان واقع بورے والا دی گئی۔

احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

پانی ابال کر پئیں

بقیہ: ص ۳ سے آگے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسمٰعیل کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک ایسی جگہ اور ایسے حالات میں چھوڑ کر آئیں گے کہ جہاں ظاہری حالات کے مطابق ان کی موت یقینی ہو گی لیکن خدا تعالےٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر ان کی زندگی کے سامان پیدا کر دے گا۔ اور ان کے ذریعہ سے اس قدیم معبد کو جسے اللہ تعالیٰ دنیا کا آخری معبد ہی بنانا چاہتا تھا آباد کرائے گا تا کہ جس طرح اللہ اوّل اور آخر ہے اسی طرح اس کا گھر یعنی مکہ مکرمہ بھی اوّل گھر اور آخر گھر بن جائے۔ چنانچہ مسلمانوں میں عید الاضحیٰ کی یادگار کسی ایسے بکرے کی قربانی کے بدلے میں نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا ہو بلکہ خود حضرت اسمٰعیل کی قربانی کی یادگار میں ہے جو بیت اللہ کو آباد رکھنے کے لئے کی گئی اور اس میں کیا شبہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنا اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے مترادف تھا بلکہ حقیقت میں اس سے بھی زیادہ کیونکہ قتل کرنے سے ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے اور اس طرح اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو انہوں نے سسک سسک کر جان دینی تھی پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ رؤیا انسانی قربانی کی ترویج کے لئے نہیں تھا بلکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ اصل قربانی یہ ہے کہ انسان اس غرض سے تکلیف اٹھائے کہ اس کا فائدہ دنیا کو پہنچے۔ پس وہی قربانی اس کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے جو بنی نوع انسان کی زندگی کا موجب ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوجوان اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرماتے ہیں:۔
"ساری دنیا کے حالات کا یہی تقاضا ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرون پاکستان خدمت دین کا فریضہ ادا کریں اس وقت ایک تو ہمارا طریق جامعہ احمدیہ میں داخل کر کے باقاعدہ مربی بنانے کا ہے لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم ختم کر کے باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے۔

پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ دین کی ضرورت کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی اخروی زندگی کی خاطر اور اس دنیا میں اپنی اور اپنی نسلوں کی بھلائی کی خاطر اپنی زندگی دکھ اور تکلیف میں گذارنے کے لئے تیار ہوں تا ساری دنیا حلقہ بگوش دین ہو جائے اور ساری دنیا خدائے واحد کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں خدا تعالےٰ کی خاطر خدمت دین کے لئے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔
(الفضل ۸ جون ۱۹۶۶ء)

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

نادار اور یتیم بچوں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کیلئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق نادار اور یتیم طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

بقیہ از صفحہ ۱ سے آگے

(الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء)
اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے حصول آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات میں خدمت خلق کا بہت عمدہ نمونہ پیش کرنے کی توفیق پائی اور قوم کے مسلم لیڈروں کے شانہ بشانہ ہر قربانی اور جد و جہد میں حصّہ لیا۔

کیا آپ نے اپنے بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائے ہیں

خبریں

ملکی خبریں

○ حیدر آباد میں راکٹوں کے حملے سے ۵ افراد ہلاک اور بہت سے مکانات تباہ ہو گئے۔ کرفیو کے دوران اندھا دھند فائرنگ کے واقعات ہوئے۔ فائرنگ کرنے والوں نے قانون نافذ کرنیوالے ادارے کے جوانوں کو بھی نشانہ بنایا۔ کئی افراد زخمی ہو گئے۔

○ پاکستان کی نو ملکی و علاقائی ترقی پسند سیاسی جماعتوں نے ایک مشترکہ بیان میں سینیٹ میں حال ہی میں منظور کئے جانے والے شریعت بل پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے ۱۹۷۳ء کے آئین کے منافی قرار دیا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے اس بل سے قانون سازی کا اختیار عوام کی منتخب پارلیمنٹ سے چھیننے کی کوشش کی گئی ہے۔

○ لاہور میں ہونے والے بم کے دھماکے کے بارے میں قیاس کیا جا رہا ہے کہ یہ بھارتی جاسوسی ادارے "را" کی کارستانی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے وفاقی اینٹی کرپشن کمیٹی کی تمام سفارشات منظور کر لی ہیں اور بعض اعلیٰ سابق اور حاضر سروس افسروں کے خلاف فوری کارروائی کا حکم دے دیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کی حکومتوں نے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے ہیں جسکے تحت یکم جولائی سے مغربی جرمنی کی کرنسی اور آزاد منڈی کا نظام مشرقی جرمنی میں متعارف کروایا جائے گا۔

○ فرانس کے مشہور لڑاکا میراج طیارے دو مختلف مقامات پر گر کر تباہ ہو گئے۔ دونوں ہوا باز محفوظ رہے۔

○ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے مسٹر نسیم احمد نے بھارت پر الزام لگایا ہے کہ وہ جنوبی ایشیا میں امن و امان کی صورت حال بگاڑ رہا ہے۔ نمائندہ نے کہا کہ پاکستان پر کشمیری حریت پسندوں کو تربیت دینے کا الزام بے بنیاد ہے اس بارے میں اقوام متحدہ کے مبصر بھی تحقیقات کر سکتے ہیں۔

○ رومانیہ میں پہلی بار کثیر جماعتی انتخابات ہو رہے ہیں۔ پچاس برس میں یہ پہلا واقعہ ہے۔

پتہ

ہوائی سفر
بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کیلئے ہم سے رابطہ فرمائیں
نوبل مین ٹریولرز
۲/۲۱ مین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد
فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷ ۸۲۲۹۳۳

زرینہ اولاد سے محروم۔ بے اولاد
اٹھراء۔ سوکھا۔ گرمی۔ گیس
کا
علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون ۰۴۳۱ ــــ ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷
انچارج حکیم عبد الحمید اعوان
ابن حکیم نظام جان

برانچیں
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ